ہے' ہر نو مسلم سے خط و کتابت اور اس کے سوالات کے جواب بہت اہمیت رکھتے ہیں۔ پھر ہر ملک کا ذکر کرتے ہوئے اس کی تاریخ اور اسلامی تحریک کا حال' نیز اکابرِ اسلام کے انٹرویو اور ان کے تعارفات بڑے اہم ہیں۔

شفیق الاسلام صاحب اختصاصی کارکن ہیں جن کا ایک خاص دائرہ کار ہے۔ مگر ان کے ہاں سے سیکھنے کی چیز یہ ہے کہ کارکن بننے کے لیے کتنا اخلاص' کتنا سودائے عشق' کتنی سوچ بچار اور محنت درکار ہے۔ اگر اس معیار سے دیکھیں تو شاید ایسے یک صد کارکن بھی ہمارے پاس نہ ہوں۔ پھر بغیر کسی داد طلبی سے خاموشی کے ساتھ جو کام شفیق الاسلام صاحب نے کیا ہے وہ بھی اختصاصی امر ہے۔

میں مزید خراجِ اعتراف پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے اپنی سرگرمیوں اور تحریروں میں نہ ٹیڑھ پیدا کیے ہیں' نہ کسی کے خلاف اور کسی کے حق میں زورِ کلام صرف کیا ہے۔ نہ اجتہاد بازیاں کی ہیں۔ بلکہ نظریہ و تحریک کا اس کے اصل رنگ میں' اصل Context کے ساتھ اور اصل ضروریات و مقاصد کے ساتھ کام کیا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ وہ مولانا مودودیؒ کے سایۂ فکر و عمل میں کام کر رہے ہیں۔ یہ بڑی زرّیں مثال ہے تحریک اور مولانا سے وفا کی۔ (ن - ص)

سانحۂ بوسنیا : از جناب محمد الیاس انصاری۔ ناشر عبدالحفیظ احمد۔ البدر پبلی کیشنز ۲۳ - راحت مارکیٹ' اردو بازار' لاہور' سفید کاغذ' کمپیوٹرائزڈ طباعت' صفحات ۱۶۷۔ قیمت ۳۹ روپے۔

اس کتاب میں بوسنیا ہرزیگوینا کی تاریخ ترکوں کے حملے سے لے کر اشتراکی یوگوسلاویہ کے قیام تک بیان کی گئی ہے۔

پھر کمیونزم کے خاتمہ سے جمہوری دور کے قیام کا بیان ہے۔

مصیبت کا آغاز مسلمانوں کے اپنے علاقے (بوسنیا) میں آزاد جمہوریہ کے قیام کا فیصلہ کرنے سے ہوا۔ اس خاص تکون کے رہنے والے عیسائی ہوں' یا یورپ کے جمہوریت پرست یا سب سے بڑا جمہوریت نواز امریکہ' سب کو یہ جمہوری عمل اور جمہوری فیصلہ ناپسند ہوا۔ اور سربوں نے حملے شروع کر دیے۔

پھر ہتھیاروں اور اغذیہ وادویہ میں کوتاہ بوسنیائیوں نے اپنے آپ کو بچانے کے لیے ہر امکانی طریقہ سے معرکہ آرائی کی' مگر انہیں نہ صرف پسپا ہونا پڑا بلکہ ان کا سب سے بڑا شہر

ہرزیگوینا ختم ہوگیا۔ اسے جلا دیا گیا۔ تمام مردوں کو یا تو قیدی بنا لیا گیا یا موقع پر قتل کردیا گیا اور عورتوں کو کیمپوں میں بھر کر ان کی عزتوں پر فوجیوں نے مسلسل حملے جاری رکھے۔ کئی اسی مصیبت میں ماری گئیں۔ بچوں کو لوٹ کر لے جایا گیا' تاکہ مسلم نسل کے بچے آئندہ عیسائیت کے صلیب بردار بنیں' یا بعضوں سے گھروں میں خادموں کے کام لیے جائیں۔ بہت سے مسلمانوں کے گلے چیر دیے گئے۔ کچھ تعداد کو دریا یا سمندر میں پھنکوایا جاتا کہ مچھلیوں کی خوراک بنیں۔ خاصی تعداد کو بھٹیوں میں گلا کر جانوروں کی خوراک کے لیے تیار کیا گیا۔ اسی طرح نہتے بوسنیائی لڑتے رہے اور ایک ایک کرکے ان کے شہر اور قصبے چھنتے چلے گئے۔ ادھر دنیا بھر کے چودھریوں اور وڈیروں کی اقوامِ متحدہ نے فیصلہ کیا کہ ہتھیار نہ دیے جائیں۔ غذائی قلت الگ' اودیہ اور ڈاکٹروں کا نایاب ہونا الگ' ان مصیبتوں میں سے گزرتے ہوئے ایک قوم کی تباہی کا تماشا پورا یورپ اور امریکہ ایسے دیکھ رہا ہے جیسے روما کے دنگلوں میں غلاموں کو درندوں کے مقابلے پر چھوڑ کر تمام مہذب لوگ دیکھتے تھے۔ صرف ایک آواز سابق وزیراعظم تھیچر کی اس ہنگامۂ شیطنت کے خلاف اٹھی یا پھر اقوامِ متحدہ کی ایک ٹیم نے یہ حالات دیکھ کر کہا کہ یہ کیا لعنت ہے۔

محمد الیاس انصاری صاحب نے ایک اچھا کام یہ کیا ہے کہ اقوامِ متحدہ اور دیگر سیاسی عمائد کی طرف سے جو کچھ کہا اور جو کچھ کیا گیا اس کی تاریخ اور پوری رپورٹ پیش کردی۔ مسئلہ کے حل کی تجویزیں بحث میں آ رہی ہیں جن کا خلاصہ یہی ہے کہ مسلمانوں کے پاس ان کے سابق علاقے کا ۱۰/ ایا کم حصہ رہنے دیا جائے۔

اس کتاب میں سربوں کے مسلمانوں پر دردناک اور ذلت آمیز مظالم کی جو تفصیلی رپورٹیں جمع کی گئی ہیں وہ خاصی محنت کا نتیجہ ہیں۔ اور کئی صفحات پر پھیلی ہوئی ہیں۔ ایک ایک کیمپ اور عقوبت خانے کے سلسلۂ بہیمیت پر تفصیلی روشنی ڈالی گئی ہے۔ مسلمان ملکوں میں سے امداد مختلف شکلوں میں ایران' سعودی عرب' پاکستان اور کویت سے گئی ہے۔ باقی سناٹا ہے۔ کویت کا عطیہ بھی ایک لطیفہ ہے۔ حکومتِ کویت نے لندن کے ایک چڑیا گھر کو بند ہونے سے بچانے کے لیے ۱۸ لاکھ ڈالر کا چیک بھیجا۔ بوسنیا کے تباہ و برباد مسلمانوں کو ۳۰ لاکھ ڈالر' لیکن امریکہ میں سائیکلون آنے کے واقعہ پر ایک کروڑ ڈالر کا ہدیہ دیا۔ یہ ہے کارکردگی عالمِ اسلام کی۔

ترلا نامی بشپ نے کہا کہ "لوگوں کو سمجھنا چاہیے کہ ایک مذہبی جنگ ہے" مگر تائیوان میں جناب پوپ یوں خاموش بیٹھے رہے کہ شاید کچھ چیونٹیاں پس گئی ہیں۔ اگر جنگ مذہبی تھی تو

عیسائیت کے رحم اور ہمدردی اور احترامِ انسانیت کا کوئی نمونہ دکھاؤ۔

ایک دلچسپ نکتہ یہ بھی ہے کہ مسلمانوں کے متعلق کہا گیا کہ اپنے تیز رفتار اضافۂ آبادی کی وجہ سے یہ چھوٹی سی مسلم اقلیت چند سال میں بڑی اکثریت میں بدل جائے گی۔ لہٰذا اسے باقی نہ رہنے دینا چاہیے۔

کلمۂ آخر یہ کہ بوسنیا کے مسلمان مغربی کلچر کے رنگ میں رنگے جاچکے تھے اور بہت کم مسلم اقدار و شعار ان میں باقی تھے۔ مگر وقت کا چیلنج آیا تو ترکِ مذہب کے بجائے جہاد فی سبیل اللہ کے لیے اس طرح اٹھے کہ سب کچھ قربان کردیا' اور انتہائی تباہی کے بعد بھی ان کا جذبۂ اسلام زندہ ہے۔ (ن - ص)

عدل : از عرفان حسن صدیقی۔ باہتمام فضل سلمان ٹرسٹ (برائے تحقیقات قرآن حکیم)۔
ناشر: فیروز سنز لیمٹڈ' لاہور' راولپنڈی' کراچی۔ سفید کاغذ پر جدید طباعت' صفحات ۲۳۰۔
قیمت ۱۵۰ روپے۔

ہمارے حلقے میں ہمارے سامنے اٹھنے والے جوانانِ عزیز میں عرفان الحسن صدیقی بڑی نمایاں حیثیت رکھتے ہیں۔ انہوں نے تعلیم کے بعد تھوڑی سی عمر سے ہی کاروباری سرگرمی میں حصہ لینا شروع کردیا۔ اور بہت محنتیں کیں' مگر شجرِ محنت پہ پھل نہ آیا۔ اسی دوران میں اپنے ذاتی شوق سے وہ قرآن حکیم کا ایک خاص انڈکس تیار کرنے میں مصروف رہے۔ انہوں نے مختلف اہم الفاظ پر قرآن کی تمام آیات ترتیب وار جمع کیں اور ان پر مزید محنت کی۔ سو پہلا مجموعہ "دعا" کے نام سے شائع ہوا' اب عدل کے عنوان سے دوسری کوشش سامنے آرہی ہے۔ یعنی صرف آیات اور سورۃ کا نمبر ہی نہیں لیا گیا کہ ایک لسٹ بن جاتی ہے بلکہ ساتھ پوری آیت درج ہے جس میں عدل کا لفظ ہے۔ پھر یہ وضاحت کہ یہاں عدل کا مفہوم کیا ہے۔ اس سلسلے میں قرآن کی دوسری آیات سے استشہاد کے علاوہ ضروری احادیث کو بھی مع مفہوم پیش کیا گیا ہے۔ اس طرح عدل کی قرآنی اصطلاح کے جملہ اطلاقات اور مطالب کی بہت اچھی وضاحت ہو جاتی ہے۔ نوجوان مولف نے آٹھ مختلف بڑی بڑی مسلّمہ تفاسیر کو سامنے رکھا ہے۔ گویا یہ کتاب تمام مکاتبِ فکر (اسلامی) سے سیراب ہوئی ہے۔

دلچسپ بات یہ کہ عدل کے موضوع پر لکھی جانے والی اس کتاب کا دیباچہ پاکستان کی عدلیہ